© rasailojaraid.com

تائیوان کے مسلمان

عبداللطیف معتصم

کوماۓ اور دیگر جزائر پر مشتمل تائیوان (فارموسا) بھی ایک وسیع وعریض ملک ہے۔ ۱۹۴۹ء تک یہ ملک چین کے زیراثر رہا۔ عوامی جمہوریہ چین اور تائیوان کے درمیان ایک سو میل لمبی آبنائے فارموسا حائل اور دونوں ملکوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے، عمودی اور بلندوبالا پہاڑوں اور کشادہ بیابانوں اور وسیع جنگلات پر پھیلا ہوا یہ ملک ۱۳۸۹۳ء مربع رقبہ پر مشتمل ہے۔ سولھویں صدی میں کچھ پرتگالی ملاح یہاں آئے، ان علاقوں کی خوب صورتی ان کی آنکھوں کو بھاگئی۔ چنانچہ اس خطے کا نام فارموسا (خوب صورت) رکھا۔ پھر ۱۶۴۱ء میں ولندیزیوں نے حملہ کیا اور اس پر قبضہ جمالیا اور ۲۱ سال تک وہ اس سرزمین پر قابض رہے، تاہم چینی فوجیوں نے ۱۶۶۲ء میں ان کو تائیوان بدر کردیا اور یوں تائیوان چین کے قبضہ میں آگیا۔ ۱۸۹۴ء میں جاپان اور چین کے درمیان ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی اور تقریباً ایک سال تک یہ جنگ جاری رہی۔ بالآخر جاپانیوں کو کامیابی ہوئی اور تائیوان ایک بار پھر چین کے قبضے سے نکل کر جاپان کے زیرنگیں چلا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت جب جاپان کو شکست وریخت سے دوچار ہونا پڑا تو جزیرۂ کوماۓ (تائیوان) دوبارہ چین کے حوالے کردیا گیا۔ تائیوان کا سرکاری نام جمہوریہ چین ہے تاہم وہ تائیوان کے نام سے دنیا کے نقشے میں ابھرا اور اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تائیوان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں جن میں اکثریت "بدھ مت"، "شنتو" اور "سکھ" کے پیروکار ہیں، ان کے علاوہ مسلمانوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ مشہور ہے کہ جب طارق ابن زیاد نے کشتیوں کے ذریعہ سمندر پار کرکے اندلس میں قدم رکھا تو اپنی کشتیاں جلاڈالیں، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ کون سی عقل مندی ہے؟ علامہ اقبال نے اپنی فارسی اشعار میں طارق بن زیاد کا جواب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر ملک، ملک ماست۔ ملک خدای ماست...... (مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا)

اسی فلسفے پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے تائیوان کا بھی رخ کیا ہے، اگرچہ تائیوان کی کل آبادی کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر نہیں تاہم جن حقوق سے وہ بہرہ مند ہیں، وہ مسلم ممالک میں بھی انھیں میسر نہیں۔ تائیوان میں اسلام کا نور اس وقت پہنچا جب چین کے کیمونسٹ نظام حکومت کی سخت گیری نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیا تھا، جس کے نتیجے میں کچھ مسلمانوں نے تائیوان کی طرف ہجرت کی۔ یہ ۱۹۵۰ء یا اس سے کچھ قبل کی بات ہے اور اس وقت سے وہ تائیوان کے دارالحکومت "تاپے" میں پاؤں جمانے کی کوشش کررہے تھے۔ اس کے بعد اسّی کی دھائی میں میانمار اور تھائی لینڈ کے کچھ مسلمانوں نے بھی تائیوان کی طرف ہجرت کی۔

اگرچہ ایک طرف سے وہ زبردست معاشی کشمکش کا شکار تھے، تاہم مسلمانوں کی پیہم کوشش نے انھیں پاؤں جمانے کا مضبوط موقع فراہم کردیا اور اس کے بعد سے مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔ ۱۹۹۴ء کے مردم شماری کے مطابق ان کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعداد ۵۵ ہزار تھی۔ مسلمان، تائیوان میں اجنبی ہونے کے باوجود ۱۹۶۰ء میں ان کو دارالحکومت تاپے میں مسجد بنانے میں کامیابی ہوئی اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں انھوں نے اپنی اپنی مسجدیں بنائیں اور کھل کر اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ مسلمانوں کے ان عملی کارناموں کا نتیجہ یہ ہوا، تائیوان کے لوگوں کی آنکھیں کھلی رہ گئیں اور وہ اسلامی تعلیمات کی جانب راغب ہونے لگے اور اسلام تائیوان میں ایک ہمہ جہت، مقبول اور بہترین مذہب کی حیثیت اختیار کرلیا اور سرکاری سطح پر مسلمانوں کو وہی حقوق ملے جو بدھ مت، شنتو، اور سکھ کے پیروکاروں کو ملے تھے، اس وقت دارالحکومت کی مسجد کے علاوہ تائیوان کے مشہور شہر شوعتے، تایشنگ، گادتیگ وغیرہ میں مزید پانچ مسجدوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ان مساجد کے ائمہ اکثر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جامعہ ازہر کے پڑھے ہوئے ہیں، جب کہ سعودی عرب، رابطۃ العالم الاسلامی کی جانب سے مبعوث اور پاکستانی مبلغین بھی وہاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تائیوان میں مسلمانوں کی چھوٹی بڑی کئی اصلاحی، دعوتی تنظیمیں ہیں جو فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ ان میں ''چینی مسلم یوتھ فورس'' اور دارالثقافۃ الاسلامیۃ کی قابل رشک خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ان تنظیموں کا منشور خالص اسلامی تہذیب وثقافت کا پرچار، مساجد ومدارس اور تعلیمی مراکز کا قیام ودیکھ بھال، نسل نو ونسل آئندہ کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ تائیوانی مسلمانوں کے اخلاقیات وتعلیمات کو مستحکم کرنے کے لیے قرآن کریم کا ترجمہ اور اسلامی نشریات کو مختلف زبان میں فروغ دینا شامل ہے۔ جیسے رابطۃ المسلمین الصینیین ''لسان الحق'' کے نام سے ایک مؤقر رسالہ شائع کرتی ہے جب کہ مساجد ومدارس میں تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دنیا کے مختلف غیر مسلم ملکوں میں مسلم اقلیتیں موجود ہیں۔ بعض ملکوں میں ان کو دیگر اقوام کے ساتھ مساویانہ حقوق دیئے گئے ہیں، جب کہ بعض دوسرے ممالک میں ان کے ساتھ ظلم وستم بھی روا رکھا جاتا ہے۔ تاہم تائیوان ان ملکوں میں سے ایک ہے جہاں مسلم قوم کو دوسری اقوام کے ساتھ مساوی حقوق ملتے ہیں۔

تائیوان کی مسلم خواتین: تائیوان کی مسلم خواتین بھی اسلامی معاشرے کی تعمیر وترقی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں اور مشاہدہ ہے کہ مسلم خواتین معاشرے کی اصلاح، بچوں کی تربیت اور اسلامی بنیادوں پر استوار ایک مضبوط خاندان ومعاشرے کی تعمیر میں ہمہ وقت کوشاں رہتی ہیں اور امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ دوسری اسلامی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی ہیں، لیکن ظاہر ہے عورت کی جولانگاہ اس کے گھر کی چار دیواری ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ رفاہی امور اور ان معاملات میں مداخلت کریں، جن کا تعلق مردوں سے ہے۔ چوں کہ تائیوانی عورتوں میں سابقہ خرافات وبدعات وبعض غیر اسلامی رسمیں پائی جاتی ہیں، ان موروثی خرافات سے مجبور ہوکر وہ مداخلت کرتی تھیں۔ اب جب کہ بعض اصلاحی تنظیموں نے اصلاحِ احوال کے لیے عملی اقدام کی کوشش کی ہے، نتیجتاً ان میں خرافات وبدعات اور غیر اسلامی دم توڑتی جارہی ہیں اور عورتوں کی اصلاح میں بعض ایسے اسلامی خاندانوں کا بھرپور کردار شامل ہے جو پاکستان، سعودی عرب، انڈونیشیا، ملیشیا اور دوسرے ملکوں سے تائیوان میں منتقل ہوئے ہیں۔ سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں ۱۹۹۶ء کو عورتوں کے حوالے سے ایک کانفرنس منعقد ہوئی، جو چار دن تک جاری رہی، اس کانفرنس میں تائیوان کی خواتین بھی شریک ہوئی تھیں، جس میں عورتوں کی تعلیم وتربیت، حقوق اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔ ☆☆☆

© rasailojaraid.com